هُوَ الْحَقُّ الْمُبِين

بہتّر فرقوں کا حکم

قرآن و حدیث اور ائمہ اہلِ سنّت کے اقوال کی روشنی میں

مُصنّف

فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی

ناشر

جامعہ فیض الرحمن، جوناگڑھ (گجرات)

هو الحق المبین

بہتر فرقوں کا حکم

(قرآن واحادیث اورائمہ اہل سنت کے اقوال کی روشنی میں)

تصنیف

فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

ناشر

جامعہ فیض الرحمٰن، جوناگڑھ (گجرات)

کتاب: بہتر فرقوں کا حکم

تصنیف: فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

Mob:9932541005

E-Mail:mmrazvi@gmail.com

طبع: ۲۰۱۸ء

ناشر: جامعہ فیض الرحمٰن، آر، ٹی، او، روڈ، جونا گڑھ (گجرات)

Publisher

JAMIA FAIZ UR RAHMAN

Old R.T.O Road. JunaGadh.362001(G.J.)India

شرف انتساب

میں اس تحقیقی اور علمی کاوش کو تیرہویں صدی ہجری کی عظیم شخصیت

امام اهل سنت مجدد دین و ملت ،اعلی حضرت

الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

کے نام منسوب کرتا ہوں

جن کی تحریریں میری اس تحقیق کی مبتدا بھی ہیں اور منتہا بھی

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

عن عبد الله بن عمر قال :

قال رسول الله ﷺ :

لياٴتين على امتى ما اتى على بنى اسرائيل حذو النعل با لنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذالک وان بنى اسرائيل تفرقت على اثنتين و سبعين ملة و تفترق امتى على ثلث و سبعين ملة ،كلهم فى النار الا ملة واحدة،قالوا و من هى يا رسول الله ﷺ؟قال :ما انا عليه و اصحابى. (جامع الترمذی:ابواب الایمان،باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ)

مشمولات

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۷	ضروریات دین کو ماننا ایمان ہے اور اوران کار کفر	۱
۷	ضروریات اہل سنت کا انکار گمرہی ہے	۲
۸	وضوح امر کے بعد ثابتات محکمہ کا منکر آثم ہے	۳
۹	ظنیات محتملہ کا منکر خطا کار ہے	۴
۰۱	امت کے اقسام اور تعریفیں	۵
۱۱	فقہاے کرام کا بالذات فریضہ اعمال فرعیہ سے بحث کرنا ہے	۶
۱۲	متکلمین کا بالذات فریضہ اصولی اعتقادیات سے بحث کرنا ہے	۷
۱۳	لفظ جہنمی کے اطلاقات دو معنوں میں ہیں	۸
۱۴	امت کے تین مراتب اور ان کی وضاحت	۹
۱۸	عہد رسالت میں امت کے کتنے فرقے موجود تھے؟	۱۰
۲۰	امت اجابت کی چار صورتیں اور ان کے احکام	۱۱
۲۲	صواعق الہیہ میں مذکور ایک نفیس نکتہ	۱۲
۲۵	قاضی محبّ اللہ بہاری کی ایک عمدہ تحقیق	۱۳
۲۸	اہل قبلہ کی تکفیر کب ہوگی اور کب نہیں؟	۱۴

۱۵	بہتر فرقوں کے دخول فی النار مراد ہونے پر اعتراض اور محققین کے جوابات	۳۱
۱۶	(الف) ''فی النار'' کا مطلب شدت عذاب ہے	۳۵
۱۷	(ب) ''فی النار'' کا مطلب دخول فی النار ہے، خلود فی النار نہیں	۳۵
۱۸	حدیث افتراق امت اور مولانا اسید الحق علیہ الرحمہ کا موقف	۳۵
۱۹	حدیث افتراق امت اور امام اہل سنت کا موقف	۳۶
۲۰	چند تعاقبات	۳۷
۲۱	امام اہل سنت کی ایک عبارت کی تنقیح	۴۲
۲۲	روافض کے اقسام اور احکام	۴۴
۲۳	کس رافضی کی تکفیر ہوگی؟	۴۵
۲۴	تبرائی رافضی گم راہ ہیں	۴۶
۲۵	کائنات کو قدیم ماننے والے کا حکم	۴۸
۲۶	بارہ (۱۲) سوالات اور ان پر غور وخوض کی دعوت	۵۱
۲۷	مصادر ومراجع	۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله حمدا موافيا ،الذی شرف اتباع الحق بخیر الامم من بین کافة الخلق جمیعا، والصلاة والسلام علی من ارسل الی العلمین هادیا، وعلی آله وصحبه الذین اعتصموا بحبل الله جمیعا ، وجعل من اتبعهم فریقا ناجیا.

اما بعد!

انسان کے لیے سب سے بنیادی چیز ہے ایمان، یعنی دل سے اس بات کو ماننا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی لے کر آئے، وہ حق ہے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ضروریات دین کو ماننا ایمان ہے، اورضروریات دین ہی میں سے کسی کا انکار کفر۔ضروریات دین کے علاوہ کسی چیز کا انکار کفر نہیں اگر چہ کفر لازم آتا ہو؛ کیوں کہ لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا۔ ہاں! گمرہی۔یا۔فسق۔یا۔گنہ ہوسکتا ہے۔امام احمد رضا فرماتے ہیں:

”مذہب معتمد و محقق میں استحلال (حرام کو حلال سمجھنا) بھی علی اطلاقہ کفر نہیں۔جب تک زنا۔یا۔ شرب خمر۔یا۔ترک صلاۃ کی طرح اس کی حرمت ضروریات دین سے نہ ہو۔غرض ضروریات کے سوا کسی شئ کا انکار کفر نہیں، اگر چہ ثابت بالقواطع ہو؛ کہ عندالتحقیق آدمی کو

اسلام سے خارج نہیں کرتا،مگرانکاراس کا،جس کی تصدیق نے اسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا۔ اوروہ نہیں ،مگرضروریات دین **کماحققه العلماء المحققون من الائمة المتکلمین**۔ولہٰذا خلافتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا منکر، (بلفظ دیگر روافض) مذہبِ تحقیق میں کافرنہیں۔ حالاں کہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات سےثابت''۔(فتاوی رضویہ مترجم ج۵ص۱۰۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا علیہ الرحمہ کی **الصارم الربانی** ص۱۳۴ میں ہے:

''مانی ہوئی باتیں چارقسم کی ہوتی ہیں:

اول: ضروریات دین ،جن کا منکر کافر،ان کا ثبوت قرآن عظیم۔ یا۔ حدیث متواتر۔یا۔ اجماع قطعیات الدلالات ، واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے۔جن میں نہ شبہے کی گنجائش،نہ تاویل کوراہ۔

دوم: ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت ،جن کا منکر گمراہ بدمذہب ،ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے،اگرچہ بہ احتمالِ تاویل بابِ تکفیرمسدودہو۔

سوم: ثابتات محکمہ ،جن کامنکربعدِ وضوحِ امر،خاطی وآثم قرارپاتا ہے۔ان کےثبوت کودلیل ظنی کافی،جب کہ اس کامفادا کبرِ رائے ہوکہ

جانب خلاف کومطروح و مضمحل کردے ۔یہاں حدیثِ آحاد صحیح ۔یا۔حسن کافی اورقول سوادِاعظم وجمہورعلما کا،سندوافی ۔ **فان یداللہ علی الجماعۃ۔**

چہارم:ظنیات محتملہ ،جن کے منکرکوصرف مخطی کہا جائے ۔ان کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی ،جس نے جانبِ خلاف کے لیے گنجائش بھی رکھی ہو۔

ہربات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے۔جوفرق مراتب نہ کرے اورایک مرتبے کی بات کواس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے ،جاہل بے وقوف ہے۔یا۔مکارفیلسوف۔

ہر سخن وقتے و ہر نقطہ مقامے دارد

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی‘‘

حدیث میں ہے:

”**تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ.** (ترمذی ج۲ص۸۹)

(ترجمہ)میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ،اور ایک چھوڑ کر سب جہنمی ہوں گے“۔

یہاں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔

اورحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت سے کہیں اس کے معنی مطلق امت، کہیں امت مقید بقیدِ عدم، اور کہیں امتِ مقید بقیدِ وجود ہوں گے۔

مطلق امت، ان لوگوں کو کہا جائے گا، جن کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، خواہ وہ ایمان لاکراسی پر قائم رہے۔ یا۔ مرتد ہوگئے۔ یا۔ سرے سے ایمان ہی نہ لائے ـــــ یہ تعریف لابشرط ہوگی۔ اس پرامت دعوت کا بھی اطلاق ہوگا۔

امت، مقید بقید عدم، وہ لوگ ہوں گے، جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، مگر وہ ایمان نہیں لائے۔ یا۔ ایمان لاکر مرتد ہوگئے۔ یہ تعریف بشرط لا ہوگی ـــــ اس پر بھی امت دعوت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

امت، مقید بقید وجود، ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، اوراسی پر قائم رہے، یہ تعریف بشرط شئ ہے ـــــ اس کو امت اجابت کہتے ہیں۔

امت مقید بقید وجود یعنی امت اجابت کی دو قسمیں ہوں گی:

(الف) امت اجابت بالمعنی الاعم (۲) امت اجابت بالمعنی الاخص۔

امت اجابت بالمعنی الاعم: ان حضرات کو کہیں گے جو تمام ضروریات دین پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ خواہ ضروریات اہل سنت کے معتقد ہوں۔ یا۔ نہ ہوں۔ لہذا جو لوگ ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کریں، ان کا شمار امت اجابت

بالمعنی الاعم میں بھی نہیں ہوگا، وہ اب امت دعوت میں ہوں گے۔ مگر جو حضرات ضروریات دین پر تو ایمان رکھتے ہیں، لیکن! ضروریات اہل سنت میں سے کسی بات کے منکر ہیں، جیسے خوارج، معتزلہ وغیرہ، ان کا شمار، اس اعم معنی کے اعتبار سے امت اجابت ہی میں ہوگا۔

امت اجابت **بالمعنی الاخص**: ان لوگوں کو کہیں گے جو ضرویات دین کے علاوہ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہوں۔ لہٰذا جو لوگ ضروریات اہل سنت میں سے کسی بات کا انکار کرتے ہوں، جیسے خوارج، معتزلہ وغیرہ، ان کا شمار اس معنی اخص کے اعتبار سے امت اجابت میں نہیں ہوگا۔

اسی طرح مشہور حدیث پاک ہے:

"ان امتی لاتجتمع علی ضلالة. (ابن ماجہ ص۲۹۲)

(ترجمہ) گمرہی کی بات پر میری امت کا اجماع نہیں ہوگا"

فقہائے کرام، جن کا فریضہ بالذات اعمال فرعیہ سے بحث کرنا ہے، وہ حدیث پاک میں امت سے مراد، امتِ اجابت بالمعنی الاخص لیتے ہیں۔ لہٰذا کسی فرعی بالذات مسئلہ میں معتزلہ وغیرہ کا اختلاف ہو، تو بھی ان کے نزیک اجماع کا تحقق ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ معتزلہ وغیرہ ان کے نزدیک امت اجابت سے خارج ہوکر امت دعوت میں شامل ہوچکے ہوتے ہیں۔ اس لیے معتزلہ وغیرہ کے اختلاف کرنے سے اجماعِ فقہی کے تحقق پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ حرمت رضاعت سے متعلق حضور مفتی

اعظم علیہ الرحمۃ کا ایک مبسوط فارسی فتوی، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تصدیق سے فتاوی رضویہ مترجم،مطبوعہ پور بندر ج۱۱ص۳۸۴ میں شائع ہوا ہے،اس میں ہے:

''ظاہر یہ خود مبتدع اند ومبتدع را در اجماع اعتبار ے نیست ووفاقش ملحوظ نہ شود وبخلافش خلل نہ پذیراند؛ **لانهم ليسوا من الامة على الاطلاق كمافى التوضيح وغيره. ليسوا من امة الاجابة وانما هم من امة الدعوة كمافى مرقاة المفاتيح وغيرها**''۔

(ترجمہ) ظاہری فرقہ، بدعتی فرقہ ہے اور اجماع میں گمراہ کا اعتبار نہیں ہوتا،اجماع کے تحقق پر اس کی موافقت ومخالفت کا کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے؛ کیوں کہ یہ علی الاطلاق امت میں سے نہیں ہے جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے ۔پس یہ امت اجابت میں سے نہیں، امت دعوت میں سے ہے۔جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح وغیرہ میں ہے''۔

مگر متکلمین عظام،جن کا فریضہ بالذات اعتقادیات اصولیہ سے بحث کرنا ہے،ان کے نزدیک امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم ہوگا۔لہٰذا جو لوگ کسی اعتقادی ضروری مسئلہ میں اختلاف کریں،جیسے ختم نبوت کے منکر دیوبندی،قادیانی، اور موجودہ قرآن کریم کو ناقص ماننے والے شیعہ وغیرہ،تو اجماع کا تحقق ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ دیوبندی،قادیانی اور شیعہ وغیرہ،متکلمین کے نزدیک امت اجابت سے

نکل کرامت دعوت میں شامل مانے جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں وہ حضرات مسلمان ہی نہیں ہوں گے۔

عارف باللہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں:

”کل فرقة کفرت منهم خرجت عن الثلاث و السبعین۔

(ترجمہ) جو فرقے اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے وہ تہتر فرقوں سے خارج ہو گئے“۔

اس لیے ان کے اختلاف کرنے سے اجماعِ کلامی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے——— لیکن! کوئی کسی غیر اصولی اعتقادی مسئلہ میں اختلاف کرے جیسے معتزلہ وغیرہ، تو ان کے نزدیک اجماعِ کلامی کا تحقق نہیں ہو پائے گا؛ کیوں کہ معتزلہ وغیرہ ان کے نزدیک امت اجابت سے خارج ہو کر امت دعوت میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔

امت اجابت ہی کی طرح قرآن واحادیث کے اطلاقات میں لفظ ”جہنمی“ بھی دو معنوں میں آیا ہے:

(۱) ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہنا۔ (۲) کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”میری امت تہتر فرقوں/ ملتوں میں بٹے گی، جن میں سے بہتّر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہو گا“۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ جہاں لفظ جہنمی خاص غیر مسلمین کے لیے آیا ہے، وہاں ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنے کے معنی میں ہے۔اور جہاں خاص مسلمانوں کے لیے آیا ہے، وہاں کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنے کے معنی میں ہے ـــــ اور کہیں مسلم وغیر مسلم دونوں کے لیے آیا ہو، تو مشترک معنوی کے طور پر دونوں سے عام معنی ’’جہنم میں رہنا‘‘ مراد ہوں گے۔یعنی مسلمانوں کے حق میں کچھ عرصہ کے لیے رہنا، اور غیر مسلموں کے حق میں ہمیشہ ہمیش رہنا۔

حدیثِ افتراق میں لفظ امت، مطلق ہے۔اگر اسے **لابشــرط** مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جن حضرات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔خواہ ایمان پر قائم ہوں۔یا۔ایمان لاکر مرتد ہوگئے ہوں۔یا۔سرے سے ہی ایمان نہ لائے ہوں، وہ تہتر فرقوں میں بٹیں گے۔جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے یعنی جو ایمان لاکر مرتد ہوگئے ہوں، وہ، اور جو سرے سے ہی ایمان نہ لائے ہوں، وہ جہنمی ہوں گے۔اور ایک فرقہ جو **مــا انــا عــلـيـه و اصـحـابـی** کا مصداق ہے، یعنی جو ایمان لائے اور اسی پر قائم رہے، وہی جنتی ہوگا۔

امت **بشرط لا** یعنی مقید بقید عدم مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جن حضرات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور ایمان نہ لائے۔یا۔ایمان لاکر مرتد ہوگئے، وہ تہتر فرقوں میں بٹیں گے جن میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ جنّتی ہوگا یعنی جو **ما انا عليه و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اور امت بشرط شئ یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاعم مانا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ فرقے جو ضروریات دین پر اعتقاد رکھتے ہیں، وہ تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ جن میں سے بہتر فرقے جو ضروریات دین پہ قائم ہوں، ضروریات اہل سنت کے انکار کی وجہ سے جہنمی ہوں گے۔ اور جو فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہے یعنی ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتا ہے، وہی جنتی ہوگا۔

اور امت بشرط شئ یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاخص مانا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ فرقے جو ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہوں، تہتر فرقوں میں بٹیں گے۔ جن میں سے بہتر فرقے ضروریات اہل سنت کا انکار کر کے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ جو ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضروریات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتا ہو، وہی جنّتی اور **ماانا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اب اگر تہتر فرقے امت بشرط لا یعنی مقید بقید عدم، جن پر امت دعوت کا بھی اطلاق ہوتا ہے، کے مراد ہوں، تو صرف غیر مسلموں کے فرقے شمار میں آئیں گے، چاہے وہ شروع سے ہی غیر مسلم ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے پھر گئے ہوں۔

تہتر فرقے مطلق امت یعنی لابشرط کے مراد ہوں، جو امت دعوت ہے، تو

اس میں مسلمانوں ہی کی تخصیص نہیں ہوگی ، غیر مسلم فرقے بھی شمار میں آئیں گے جیسا کہ اس کی تعریف ہی سے واضح ہے۔

ترمذی ج ۲ ص ۹۲ کے حاشیہ میں مرقات شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے ہے:

" قوله على ثلاث وسبعين فرقة قيل يحتمل امة الدعوة فيندرج سائر الملل الذين ليسوا على قبلتنا"

(ترجمہ) ممکن ہے کہ 'امت' سے مراد 'امت دعوت' ہو، اس صورت میں بہتّر فرقے غیر اہل قبلہ کے ہوں گے"۔

تہتر فرقے امت **بشرط شئ** یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاعم کے مراد ہوں، تو غیر مسلموں کے فرقے تو شمار میں نہیں آئیں گے ، چاہے وہ شروع سے ہی

غیر مسلم ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے پھر گئے ہوں، مگر تہتروں فرقے مسلمانوں ہی کے ہوں گے۔ جن میں سے بہتر جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ **ماانا عليه واصحابى** کا مصداق اور جنتی ہوگا۔

ترمذی ج ۲ ص ۹۲ ہی کے حاشیہ میں مرقات شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے ہے:

"ويحتمل امة الاجابة فيكون الثلاث والسبعون منحصرة في اهل قبلتنا"۔

(ترجمہ) یہ بھی محتمل ہے کہ 'امت' سے 'امت اجابت' مراد ہو، اس

صورت میں تہتروں فرقے اہل قبلہ ہی کے ہوں گے‘‘۔

تہتر فرقے امت **بشرط شی** یعنی مقید بقید وجود، جسے امت اجابت کہتے ہیں، بالمعنی الاخص کے مراد ہوں، تو غیر مسلموں (چاہے وہ شروع سے غیر مسلم رہے ہوں۔ یا۔ اسلام قبول کر کے اس سے پھر گئے ہوں) ہی کی طرح غیر سُنّیوں کے فرقے بھی شمار میں نہیں آئیں گے۔ تہتروں فرقے سُنّیوں ہی کے ہوں گے، جن میں بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، اور ایک فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق اور جنّتی ہوگا۔

امت **بشرط لا** یعنی مقید بقید عدم، جسے امت دعوت کہتے ہیں، کے تہتر فرقے مراد ہونا تو بالبداہۃ باطل ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مستثنیٰ فرقہ جو **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہے، اور جس کے لیے جنت کا وعدہ ہے، وہ بھی غیر مسلموں ہی کا ہوگا۔

اور مطلق امت یعنی **لابشرط** مراد ہونا اگرچہ ممکن ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بہتر فرقے چاہے وہ سرے سے ہی ایمان نہیں لائے ہوں۔ یا۔ ایمان لاکر مرتد ہو گئے ہوں، غیر مسلم اور جہنمی ہوں گے۔ اور مستثنیٰ فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق اور جنتی ہوگا۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نبیِّ علیم وخبیر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی، اس وقت بھی 'مطلق امت' کے تہتّر سے زائد فرقے موجود تھے۔

تو پھر مستقبل میں 'مطلق امت' کے تہتّر فرقوں میں منقسم ہو جانے کی کیا بات ہوئی؟ اس لیے محققین نے 'امت' سے 'امت اجابت' مراد لی ہے اور 'مطلق امت لابشرط، مراد لینے کو بہت بعید قرار دیا ہے۔

حدیقۂ ندیہ کے مصنف جنہیں امام احمد رضا کی زبانِ قلم نے بار بار عارف باللہ کے لقب سے یاد کیا ہے، وہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وتفترق امتی)یعنی امة الاجابةالمومنین به صلی الله علیه وسلم لان امةالدعوة مفترقون اکثرمن ذالک فی زمانه صلی الله علیه وسلم"

(ترجمہ)حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی'' میں 'امت' سے مراد ''امت اجابت'' ہے؛ کیوں کہ 'امت دعوت' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں بہتّر سے زائد تھی''۔

حضرت محقق دوانی شرح عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں:

"قال شراح الحدیث ولو حمل علی امةالدعوةلکان له وجه وانت تعلم بعده جدا"۔

(ترجمہ) شارحین حدیث نے کہا ہے کہ 'امت' کو ''امت دعوت'' پرمحمول

کیا جاسکتا ہے۔مگر یہ بہت دور کی کوڑی لانے کے مرادف ہے''۔

حضرت **ملاعلی** قاری نے دونوں احتمالات کا تذکرہ کرکے دوسرے احتمال یعنی''امت اجابت''مراد لینےکوزیادہ ظاہر بتایا ہے،فرماتے ہیں:

''**والثانی هوالاظهر**''۔(حاشیہ ترمذی بحوالۂ مرقاۃ)

(ترجمہ)دوسرے معنی ہی زیادہ ظاہر ہیں''۔

امام بیہقی نے سنن کبری ج ١٠ص ٢٠٨ میں علامہ خطابی کے حوالہ سے لکھاہے:

'' **قوله :ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة ''فیه دلالة علی ان هٰذه الفرق کلهاغیرخارجین من الدین اذالنبی صلی الله علیه وسلم جعلهم کلهم من امته**''۔

(ترجمہ)حضورصلی اللہ علیہ وسلم کاارشادپاک ہی دلالت کرہاہے کہ یہ بہتر فرقے ایسے لوگوں کے نہیں ہوں گے جو دین سے خارج ہوں ؛کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کواپنی امت قراردیاہے''۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی،جن کوامام احمدرضامحقق کے لفظ سے یادفرماتے ہیں،انہوں نے بھی اسی قول کواپنایاہے۔وہ،شرح سفرالسعادۃ ص١٩٧ میں فرماتے ہیں:

''مرادبامت،امت اجابت است،یعنی آنہاکہ اسلام آوردہ ودعوت را ازآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجابت نمودہ اند''۔

(ترجمہ)’امت‘ سے مراد ’’امت اجابت‘‘ ہے، یعنی جولوگ ایمان لائے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا‘‘۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی اپنے مجموعہ فتاوی ج ا ص ۹۳ میں یہی لکھا ہے:

’’واقعی حدیث:ستفترق امتی علی ثلٰث وسبعین فرقة‘‘۔

(ترجمہ: قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوجائے گی) میں، مراد امت اجابت ہے کہ عبارت اہل اسلام سے ہے نہ امت دعوت‘‘۔

ہم عرض کرآئے کہ امت اجابت دومعنوں میں مستعمل ہے : (ا)امت اجابت بالمعنی الاخص (۲)امت اجابت بالمعنی الاعم۔تو امت کی دوقسموں کو جہنمی کی دوقسموں میں ضرب دینے سے چارصورتیں ہوں گی۔

(الف)امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاخص اور جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا۔

(ب)امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاخص اور جہنمی سے مراد کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنا۔

(ج)امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم اور جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا۔

(د)امت سے مراد امت اجابت بالمعنی الاعم اور جہنمی سے مراد کچھ عرصہ کے

لیے جہنم میں رہنا۔

پہلی صورت مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو فرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جو فرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

تیسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں، مگر ضرویات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں، ان میں سے بہتر فرقے ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

چوتھی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، مگر ضروریات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے، وہ فرقے کچھ عرصے کیے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق ہوگا۔

پہلی صورت بداہتاً باطل ہے؛ کیوں کہ جو حضرات ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، وہی تو سُنی **ماانا علیه واصحابی** کے مصداق ہیں۔ بھلا وہ ہمیشہ ہمیش کے جہنمی کیسے ہوں گے؟

اسی طرح دوسری صورت بھی صحیح نہیں؛ کیوں کہ جو فرقے ضروریات دین کے ساتھ ساتھ ضرویات اہل سنت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، وہی تو سُنّی **ما انا علیه واصحابی** کے مصداق ہیں۔ پھر اسی سے **ماانا علیه واصحابی** کا استثنا کیسے درست ہوگا؟

یوں ہی تیسری صورت بھی صحیح نہیں؛ کیوں کہ ضروریات دین کے ماننے ہی کا نام ایمان ہے، اور اس پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ صاحب ایمان ہمیشہ ہمیش جہنم میں نہیں رہے گا۔

تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ چوتھی صورت، یعنی جو فرقے ضروریات دین پر تو ایمان رکھتے ہیں، مگر ضروریات اہل سنت پر اعتقاد نہیں رکھتے، وہ فرقے کچھ عرصے کے لیے جہنم میں رہیں گے، اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور وہی فرقہ **ما انا علیه واصحابی** کا مصداق ہوگا۔

اسی لیے شیخ سلیمان ابن عبدالوہاب نے ’**الصواعق الالٰهية فی الرد علی الوهابية**‘ مطبوعہ پوربندر کے ص ۵۷ میں لکھا ہے:

”**وقد بین العلماء ذالک ووضحوه وانه قوله :تفترق هٰذه**

الامة الحديث ،فهٰولاء اهل الاهواء کماتقدم ذکرهم ولم یکونوا کافرین بل کلهم مسلمون الامن اسر تکذیب الرسول صلی اللہ تعالی علیه وسلم فهومنا فق کماتقدم فی کلام الشیخ من حکایةمذهب اهل السنةفی ذالک.و قوله صلی اللہ تعالی علیه وسلم :کلها فی النار الاواحدة. فهووعید مثل وعید اهل الکبائر مثل قاتل النفس وآکل مال الیتیم وآکل الربا وغیر ذالک"۔

(ترجمہ)علمانے وضاحت سے بیان فرمایاہے کہ ارشادرسول صلی اللہ علیہ وسلم: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی"میں مراد یہ ہے کہ وہ گمراہ ہوں گے ، کافرنہیں ہوجائیں گے۔بلکہ سب کے سب مسلمان ہوں گے ۔ہاں! جوتکذیب رسول کوچھپائے رہے گا،منافق ٹھہرے گا جیسا کہ مذہب اہل سنت کے بیان میں شیخ کا کلام گذرا۔جس طرح سوداوریتیم کامال کھانے والےاورجان کوقتل کرنے والےاہل کبائر کے تعلق سے وعیدیں ہیں،اسی طرح "ایک کوچھوڑکرسب کے سب جہنمی ہوں گے" بھی وعید ہے"۔

عارف باللہ حضرت نابلسی علیہ الرحمۃ **حدیقہ ندیہ** شرح طریقۂ محمدیہ ج۱ص۱۱۱،۱۱۰ میں فرماتے ہیں:

''فھٰــــولاء الثـــلاث والسبـــعـــون فـــرقة ان لـــم يـكـفـروابـجـحـودمجمع عليه معلوم من الدين بالضرورة كـلهـم مسـلـمون مجتهدون من حيث الاعتقادفمن اخطأ مـنهـم فـى اجتهـاده كـان فـاسـقـامبتدعاضالاوليس بكافر .....ومـمـا يؤ يـد مـا قـلـنـاه قـولـه صـلى الله عليه وسلم :كـفـواعـن اهل لاالٰہ الاالله ،لاتكفروهم بذنب فمن اكفر اهل لاالٰہ الاالله فهوالى الكفراقرب .اخرجه الاسيوطى فى الـجـامع الصغير وقال شارحه المناوى:فمخالف الحق من اهـل الـقبـلة ليـس بـكـافرمالم يخالف ماهومن ضروريات الـدين كحدوث العالم وحشرالاجساد،فانه حينئذليس من اهل لاالٰہ الاالله''۔

(ترجمہ) یہ تہتر فرقے جب تک کسی دینی ضروری بات کاانکارنہ کریں،تو کل کےکل مسلمان ہی ہوں گے۔البتہ سنیوں کےعلاوہ جوفرقے ہیں، چوں کہ انہوں نے دین اسلام میں اجتہاد سے کام لیاہے اورخطا کی ہے،اس لیے فاسق ومبتدع اورگمراہ ہوئے ،کافرنہیں......ہماری اس بات کی تائید جامع صغیر میں علامہ سیوطی کی تخریج کردہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اھـــل لاالٰـــہ

الاالــــلـــــه کی تکفیر سے زبان روکو، کسی گناہ کی وجہ سے ان کو کافر نہ کہو۔ جو **اھل لاالٰہ الااللـہ** کی تکفیر کرے گا، وہی کفر سے زیادہ قریب ہوگا۔اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ مناوی نے لکھا ہے: حق (اہل سنت) کے مخالف اہل قبلہ جب تک کسی دینی ضروری بات، جیسے کائنات کے حادث ہونے، وغیرہ کا انکار نہ کریں، کافر نہیں ہیں؛ اس لیے کہ انکار کے بعد **اھل لاالٰہ الااللہ** نہیں رہیں گے۔......؛ کیوں کہ اہل قبلہ سے مراد وہی لوگ ہیں جو کسی دینی ضروری بات کے انکار سے کافر نہ ہوگئے ہوں''۔

حضرت قاضی محبّ اللہ بہاری ''مسلم الثبوت'' اورحضرت بحرالعلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی اس کی شرح فواتح الرحموت ج ۲ص۴۲۲مطبوعہ علمیہ، بیروت میں فرماتے ہیں:

''(لانـکـفـره لتـمسـكـه)ای الـمبتدع(بالقرآن او الحديث اوالـعقل فی الجملة)فهم ملتزمون حقيقة كلام الله ورسوله وماات‍ى به اجـمـالا،وهو الايمان،......واما لزومهم تكذيب مـاثبت قطعاًانه دين محمدی فليس كفرا،وانماالكفر التزام ذالک(ولـلنهی عن تكفير اهل القبلة)بقوله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم ....(وان دخلوا)ای كل الفرق(فی

النـار الا واحـداَ)وهـم المتبعون للصحابةبالنص،.....(لان عـاقبتهـم الى الجنة)بعدمكث الطويل فی النار ان ماتوا علی مـلةالاسلام.(وعليه)ای علی عدم التکفير(جمهور الفقهاء والـمتكـلـميـن وهـوالـحق).....(الامن انكرضروريا)من الدين'' الخ۔

یعنی ہم اہل بدعت کی تکفیرنہیں کرتے ہیں؛اس لیے کہ فی الجملہ ان کاتمسک قرآن وحدیث اورعقل ہی سے ہے۔تو وہ لوگ اجمالاً اللہ ورسول کےکلام اورآپ کےلائے ہوئے دین کے برحق ہونے کاالتزام رکھتے ہیں اوراسی کانام ایمان ہے۔رہا یہ کہ ان لوگوں کے اقوال سے دین کی قطعی طور پرثابت شدہ باتوں کی تکذیب لازم آرہی ہے!تو لزوم کفر،کفرنہیں،التزام کفر،کفرہے۔اوراس لیےبھی تکفیرنہیں کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی تکفیرسےمنع فرمایاہےاگرچہ اہل سنت کےعلاوہ سارےفرقے جہنم میں جائیں گےمگرملت اسلام ہی پرفوت ہوں تو عرصۂ درازتک جہنم میں رہنے کے بعد بالآخر جنت میں جائیں گے۔ان لوگوں کی تکفیرنہ کرناہی جمہورفقہا اورمتکلمین کامسلک ہے اور یہی حق ہے ۔ ہاں! جوکسی دینی ضروری بات کا انکارکرے توتکفیرہوگی۔

امام احمد رضا نے اس کی شرح میں فرمایا ہے:

”**قوله: وهو الحق الا من انكر ضروريا. فلهٰذه الوجوه لانكفر احدا منهم الا من انكر ضروريا من الدين** “الخ۔

(ترجمہ) ان ہی وجوہات کی بنا پر ضروریات دین کے منکر کے سوا ہم ان فرقوں کے کسی شخص کی تکفیر نہیں کریں گے“۔

خود امام احمد رضا **النهى الاكيد** میں فرماتے ہیں:

”یا معشر المسلمین! یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور بے چارہ عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں، ائمہ ہدی کو احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائیں“ (فتاوی رضویہ مترجم ج٦ ص ٦٥٦) ......”اُن کا بدعتی ، بدمذہب ، گمراہ، بے ادب ، ضال، مضل، غوی، مبطل ہونا نہایت جلی واظہر بلکہ عندالانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اشر واضر واشنع و افجر **كما لايخفى على ذى بصر**“(ایضا)

پھر بہت کچھ احادیث وآثار نقل کر کے فرماتے ہیں:

” (تو) بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ وممنوع ولازم الاحتراز“ (ص ٦٧٠)....”یہ تو خود واضح اور ہماری تقریر سابق سے لائح کہ طائفۂ مذکورہ بدعتی بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے“۔(ایضا)

پھرمزیداحادیث وآثاراوراقوال ائمہ نقل کرکےفرماتے ہیں:

''توباتفاق ہردومذہب (مذہب مفتی بہ وغیرمفتی بہ)ان کا کافرہونالازم اوران کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی ۔یا۔ نصرانی۔یا۔ مجوسی ۔یا۔ ہندوکے پیچھے۔**ولاحول ولاقوۃ الابالله العلی العظیم**'' (۷۱۵)........''مگرحاشاللہ!ہم پھربھی دامن احتیاط ہاتھ سے جانے نہ دیں گےاوریہ ہزارہمیں جوچاہیں کہیں،ہم زنہاران کوکفارنہ کہیں گے ۔ہاں، ہاں! یوں کہتے ہیں اور خدا ورسول کے حضورکہیں:یہ لوگ آثم ہیں،خاطی ہیں، ظالم ہیں ، بدعتی ہیں ، ضال ہیں، مضل ہیں،غوی ہیں،مبطل ہیں،مگرہیہات ! کافرنہیں، مشرک نہیں،اتنے بدراہ نہیں۔اپنی جانوں کے دشمن ہیں،عدواللہ نہیں۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:**کفواعن اهل لااله الاالله لاتكفروهم بذنب فمن اكفر اهل لااله الاالله فهوالى الكفر اقرب** ۔یعنی **لااله الاالله** کہنےوالوں کوکسی گناہ پرکافرنہ کہو۔جو**لااله الاالله** کہنےوالے کوکافرکہے،وہ خودکفرسےنزدیک ترہے''۔(ایضا).......''ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اوراپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کایہ ارشاد:و **لانكفر احدا من اهل القبلة** اوراپنے علمائے محققین کافرمانا:**لایخرج الانسان من الاسلام الاجحود**

مـــا ادخلـه فيـه (یعنی: انسان کو جس چیز نے اسلام میں داخل کیا ہے اسے اس چیز کے انکار کے سوا اور چیز خارج نہیں کرسکتی) یاد ہے۔ اور جب تک تاویل وتوجیہ کی سب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ ہوجائیں، مدعی اسلام کی تکفیر سے گریز چاہئے‘‘ ....’’ واقـــــــول يـظهـر لـلـعبـد الـضـعيف غفر الله تعالى له ان ههنا فى كلام الـعـلـمـا اطـلاقـافـى مـوضـع الـتـقـييـد كماهو داب كثير من الـمـصـنـفيـن فـى غيـر مـا من مـقـام وانـمـا محـل الا كـفار باكفار المسلم اذا كان ذالک لا عن شبهة اوتاويل والافلا .فانه مسلم بظاهره ولم نومر بشق القلوب والتطلع الى امـاكـن الـغيـوب ولـم نـعثـر مـنـه على انكـار شئ من ضـروريـات الـديـن فـكيف يهـجم على نظير ماهجم عليه ذالک السـفيـه .هٰذاهو التحقيق عندالفقهاء الكرام يذعن بـذالک من احاط بكلامهم واطلع على مرامهم رحمةالله تـعـالـى عـليهـم اجـمعين ،الاترى ان الخوارج خذلهم الله تـعالى قدا كفروا امير المومنين ومولى المسلمين عليارضى الله تعالى عنه ثم هم عندنالايكفرون كمانص عليه فى الدر المختار والبحر الرائق وردالمحتار وغيرهامن معتبرات

الاسفار. واماامامرمن تقرير الدليل على التكفيرفانت تعلم ان لازم المذهب ليس بمذهب واماالاحاديث فمؤلة عندالمحققين كماذكره الشراح الكرام۔

اقول :ومن ادل دليل عليه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فى الحديث المارّفهوالى الكفراقرب فلم يسميه كافرااوانماقربه الى الكفرلان الاجتراء على الله تعالى اوبمثل ذالك قديكون بريدالكفر والعياذبالله رب العالمين!ولاحول ولاقوة الابالله العلى العظيم"۔

(ترجمہ) میں کہتا ہوں: اس عبد ضعیف پر یہ بات واضح ہے کہ یہاں علما کے کلام میں تقیید کے مقام پر اطلاق ہے جیسا کہ کئی مقام پر اکثر مصنفین کا یہی طریقہ دیکھا گیا ہے۔ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کا محل تو وہ ہے جہاں کوئی تاویل وشبہہ نہ ہو۔ جہاں کوئی بھی تاویل۔ یا۔ شبہہ ہوسکتا ہو، کافر قرار نہیں دیا جائے گا؛ کیوں کہ وہ ظاہر کے اعتبار سے مسلمان ہے اور ہم دل چیر کر دیکھنے اور امور غیبیہ پر مطلع ہونے کے مامور نہیں ہیں۔ نہ ہی اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع ہیں جس سے دین کے کسی ضروری امر کا انکار ہورہا ہو۔ تو بھلا ہم اس پر اس طرح حملہ کیسے کرسکتے ہیں جس طرح وہ بے وقوف دوسرے پر حملہ آور ہوا ہے۔ فقہائے کرام

کے نزدیک تحقیق اسے کہتے ہیں۔ نیز۔جس نے فقہاے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اوران کے مدعا سے آگاہ ہوا ہو، اسے بھی اس بات کا اذعان ہوگا۔کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج (اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیر المومنین مولائے مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا،مگر پھر بھی وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں؟ جیسا کہ اس پر درمختار، بحرالرائق، ردالمحتار اور دوسری معتبر کتابوں میں تصریح ہے۔ رہی تکفیر پر دلیل کی وہ تقریر جو گزری! تو آپ جانتے ہیں کہ لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا۔ جہاں تک احادیث کی بات ہے! تو محققین کے نزدیک وہ مؤول ہیں،اپنے ظاہری معنی پر نہیں جیسا کہ شارحین کرام نے ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ہزار دلیل کی ایک دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو ابھی گزرا کہ: ''وہ کفر سے زیادہ قریب تر ہے''۔آپ نے اسے کافر نہیں فرمایا۔کفر سے قریب تر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر جرأت ودلیری ہے جو بسااوقات کفر تک پہنچادیتی ہے۔رب العالمین اپنی پناہ عطا فرمائے''۔

البتہ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ افتراق والی حدیث میں ''جہنمی'' دوسرے معنی ،یعنی کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہنے، سے عبارت ہو،تو حدیث میں مذکور مستثنیٰ یعنی فرقۂ ناجیہ کے جو افراد فرائض کے تارک اور محرمات کے مرتکب ہوں گے، وہ بھی کچھ

عرصہ کے لیے جہنم میں جا کر بالآخر بخشے جائیں گے، اور یہ بہتر جہنمی فرقے بھی کچھ ہی عرصہ کے لیے جہنم میں رہ کر بخشے جائیں، تو دونوں میں فرق کیا ہوگا؟

تو محققین کی طرف سے اس کے کئی جوابات دئے گئے ہیں، ہم یہاں بطور نمونہ دو جوابات نقل کر رہے ہیں:

(الف) بہتر جہنمی فرقوں اور فرقۂ ناجیہ کے وہ افراد جو فرائض کے تارک اور محرمات کے مرتکب ہوں، ان میں فرق یہ ہوگا کہ بہتّر فرقے تو عقائد فروعیہ میں خرابی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ اور فرقہ ناجیہ کے گنہ گار افراد اعمال بد کی وجہ سے۔

امام نابلسی ہی **حدیقه ندیه** ص۱۱۲ میں فرماتے ہیں:

"(الاملة واحدة) استثناها فبقى اثنان وسبعون ملة مقدار ملل بنى اسرائيل وهٰذه الملة المستثناة لايدخل النار بسبب عدم عصيانها فى الاعتقاد ان ماتت معتقدة مقتضى مذهبها ولكن يمكن ان تدخل النار بسبب عصيانها فى العمل"۔

(ترجمہ) ملت واحدہ کے استثنا کے بعد بنی اسرائیل کی ملتوں کے برابر بہتّر فرقے بچے۔ اس ملت مستثنیٰ کے ماننے والے اگر اپنے مذہب کے مقتضیٰ کے معتقد رہتے ہوئے مر گئے، تو اعتقادی گمرہی کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ عملی کوتاہی کی بنیاد پر جائیں"۔

حضرت شیخ محقق شرح سفر السعادہ ص ۱۹ے میں فرماتے ہیں:

''مراد بدخول نار ونجات از آں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ درنار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرق ہمہ اہل قبلہ اند، وتکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ، اگر چہ کفر بر آنہا لازم آید''۔

(ترجمہ) ناجی فرقہ کے گنہگار افراد عقیدہ میں خرابی کی وجہ سے نہیں، بلکہ عمل میں خرابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جائیں گے۔ اور گمراہوں کے بہتّر فرقے، عقیدہ میں خرابی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جائیں گے؛ کیوں کہ یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں جن کی تکفیر اہل سنت کا مسلک نہیں ہے، اگر چہ ان پر کفر لازم آتا ہو''۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات ج ۳ مکتوب ۳۸ ص ۶۷ میں لکھتے ہیں:

''باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کہ درحدیث تفریق ایں امت بہفتا دو دو فرقہ واقع شدہ است : **کلھم فی النار الا واحدۃ.** دخول شان است در نار ومکث شان ست در عذاب آں۔ نہ خلود در نار ودوام در عذاب آں کہ منافیٔ ایمان است ومخصوص بکفار است''۔

(ترجمہ) جاننا چاہئے کہ تفریق امت سے متعلق سرور عالم علیہ وعلی آلہ

الصلاۃ والسلام کے ارشاد: ''ایک کو چھوڑ کر سب (بہتّر) جہنمی ہوں گے ''میں 'جہنمی' سے مراد ان فرقوں کا جہنم میں جانا اور کچھ عرصہ وہاں رہنا ہے، نہ کہ ہمیشہ ہمیش رہنا، جو ایمان کا منافی اور کفار کے ساتھ خاص ہے''۔

حضرت محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں:

''کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد''۔ (ص۱۴)

(ترجمہ) بہتر فرقے عقیدے کی وجہ سے دوزخی ہوں گے ،اس لیے اعتراض نہیں پڑے گا''

اس کے حاشیہ پر مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی لکھتے ہیں:

''ان دخول الفرق الھالکۃ فی النار من حیث الاعتقاد ،وافراد الفرقۃ الناجیۃ وان تدخل فی النار لکنھم لا یدخلون من حیث الاعتقاد بل ان دخلوا فمن حیث العمل''۔

(ترجمہ) ہلاک ہونے والے فرقوں کا جہنم میں جانا ان کے عقائد کی وجہ سے ہوگا اور فرقۂ ناجیہ کے افراد اگر دوزخ میں جائیں گے تو عقائد کی وجہ سے نہیں، عمل کی وجہ سے جائیں گے''۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص۲۵،۲۶ میں فرماتے ہیں:

’’مراد دخول است من حیث الاعتقاد فرقۂ ناجیہ را اصلاً از جہت اعتقاد دخول نار نخواہد شد، اگر چہ از جہت تقصیرات عمل در نار داخل شوند‘‘۔

(ترجمہ) دخول من حیث الاعتقاد مراد ہے اور فرقۂ ناجیہ اعتقاد کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائے گا، اگر چہ عمل میں کوتاہی کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا‘‘۔

(ب)’’فی النار ‘‘ کا مطلب ہے ’شدت عذاب‘ اب معنی یہ ہوں گے کہ بہتّر فرقے، گنہگار سنّی مسلمانوں سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت علامہ سید طحطاوی علیہ الرحمۃ درمختار ص ۱۵۴ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

’’اجیب بان التخصیص لشدۃ مواخذتھم بالعذاب فان عذابھم فی النار یکون اشد عذابا من عصاۃ الفرقۃ الناجیۃلسوء اعتقادھم فی طریقۃ نبیھم ‘‘۔

(ترجمہ) بہتّر فرقوں کے لیے جہنم میں جانے کی تخصیص اس لیے ہے کہ ان کو جہنم میں فرقۂ ناجیہ کے گنہ گاروں سے زیادہ سخت عذاب ہوگا؛ کیوں کہ وہ اپنے نبی کے طریقے کے برخلاف غلط اعتقاد کے حامل ہیں‘‘۔

عزیز محترم شہید بغداد مولانا اسید الحق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ’’افتراق امت‘‘

میں لکھا ہے:

’’گزشتہ صفحات میں ہم نے زیر بحث حدیث میں **فی النار** سے **دخول فی النار** مراد لینے کے لیے اکابر علمائے اہل سنت کے حوالے پیش کیے تھے، لہٰذا ہم بھی.......کے دامن میں پناہ لیتے ہوئے یہاں **فی النار** سے **دخول فی النار** مراد لینے ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔‘‘

اس پر میں نے اپنے مقالہ ’’شہیدِ بغداد مولانا اُسید الحق اور امام احمد رضا‘‘ میں لکھا تھا:

’’امام احمد رضا نے بھی فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۲۴۷ تا ۲۴۸ میں مندرج رسالہ **سبحٰن السبوح** کے تازیانہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ کے تحت تکمیل جمیل میں شاہ اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے یہی موقف اپنایا ہے۔ فرماتے ہیں:

’’اقول: او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے! اس تفرقہ کی سچّی نظیر دیکھ: مسلمان کو، اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ نہیں۔ تو بے شک اس کی بڑی تعریف ہوئی۔ اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہئے تو کچھ تعریف نہیں۔ حالاں کہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق۔ تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی، وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا۔ اور اس کافر کو رافضی، وہابی ہونے پر

قدرت ہی نہ تھی لہٰذا مدح نہ ٹھہرا؟ کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا۔ بلکہ تفرقہ یہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح سے ہوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج۔ تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لیے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا''۔

البتہ انہوں نے ترجیح کے سلسلہ میں جن وجوہ کو پیش کیا ہے ان میں کہیں لغزش۔ یا۔ تقریب تام کے سلسلہ میں کلام ہوسکتا ہے، مگر موقف بہرحال راجح وہی ہے جسے مولانا اسید الحق نے اختیار کیا ہے، بالخصوص ہم خواجہ تاشان رضویت کے لیے؛ کیونکہ امام اہل سنّت امام احمد رضا نے بھی اسی موقف کو اختیار فرمایا ہے''۔

کرم فرما حضرت مولانا رضوان احمد صاحب شریفی دام کرمہ علینا کے مطابق ماہنامہ جام نور شمارہ نومبر ۲۰۱۵ء میں محترم پروفیسر فاروق احمد صدیقی کا کوئی مراسلہ شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے موقف سے متعلق میرا حوالہ دے دیا ہے۔ یہی چیز میرے اوپر کرم فرمائی کا باعث بن گئی۔

میں ہزاروں ہزار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ 'دعوئ نبوت' نہیں رکھتا۔ ہر قسم کی لغزش کا امکان ہے، اس لیے کرم فرما کی طرف سے واقعی خواہ غیر واقعی، کسی بھی طرح کی ''لغزشوں کی نشاندہی'' پر شکوہ نہیں کرتا، بلکہ احسان مانتا ہوں۔ مگر افسوس اس بات

کا ہے کہ انہوں نے اپنی کرم فرمائی سے مجھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر بہتان تراشی کرنے کا الزام دے کر (دیکھئے عنوان مضمون ص ۴۴ کالم ۲، ص ۴۵ کالم ۲ ''غلط فہمی یا بہتان تراشی'') در پردہ ان تمام آیات واحادیث (جن میں بہتان، وہ بھی اپنے بزرگ اور دین وایمان کے محسن پر بہتان، سے متعلق شدید سے شدید وعیدیں آئی ہیں) کا مورد قرار دے دیا ہے۔

(۱) میرے مقالے میں ہے:

''اکثر شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت الخ'' (دیکھئے عالم ربانی نمبر) مگر کرم فرما کی نقل میں لفظ ''نے'' بدل کر ''میں'' ہو گیا ہے، تو میں اسے تحریف نہیں کہتا، کمپوز کی غلطی سمجھتا ہوں۔

اسی طرح میں نے لکھا تھا:

''جن حضرات کے نزدیک یہاں جہنمی سے مراد ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہنا' ہے، ان کے نزدیک جو حضرات دعویٰ ایمان کے ساتھ کفر کے مرتکب ہیں جیسے شیعوں کا وہ طبقہ جو قرآن کو ناقص مانتا ہے، وہابیوں کا وہ طبقہ جو حضور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو شرعاً ممکن بتاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، وہ بظاہر امت اجابت میں ہونے کے باوجود ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے''۔

مگر کمپوز میں لفظ ''بظاہر'' چھوٹ گیا۔ اس پر یہ کرم فرمائی ہوئی ہے:

’’مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ا’’مت اجابت میں ہونے کے باوجود ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے‘‘ صحیح نہیں ہے؛ اس لئے کہ جو اسلام سے خارج ہوکر مرتد ہوگا وہی ہمیشہ جہنم میں رہے گا، وہ امت اجابت سے نکل کر امت دعوت میں داخل ہوجاتا ہے‘‘

اس پر چاہوں تو میں بھی کہہ سکتا ہوں:

’’چوں کہ ’’یہ اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اسی اعتبار سے یہ لکھا کہ امت اجابت میں ہونے کے باوجوْد‘‘ الخ‘‘

جیسا کہ کرم فرمانے امام احمد رضا کے جملہ ـــــ ’’جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں‘‘ ـــ کو اپنی تائید کے لیے بنانے کی خاطر فرمایا ہے:

’’چوں کہ یہ فرقے اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اس اعتبار سے فرمایا کہ ’’جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں‘‘

مگر میں یہ نہیں کہوں گا۔

پھر میں نے لکھا تھا:

’’اور جن حضرات کے نزدیک یہاں جہنمی سے مراد ’’جہنم میں اپنے کئے کی سزا پاکر اس سے نکل آئیں گے‘‘ ہے، ان کے نزدیک دعوئ ایمان کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرنے والے امت اجابت میں داخل ہی نہیں رہتے ہیں، امت اجابت سے نکل کر امت دعوت میں داخل

ہو جاتے ہیں‘‘

اس پر کرم فرمانے ارشاد فرمایا ہے:

’’اس عبارت میں تضاد ہے اس لئے کہ جہنم سے نکلنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے اور ایسے لوگ امت اجابت ہی میں رہتے ہیں امت اجابت سے نکل کر امت دعوت میں داخل نہیں ہوتے اور جو دعویٰ ایمان کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوگا وہ جہنم سے نکلے گا ہی نہیں‘‘

پہلی بات یہ کہ میں کم علم آدمی سمجھ نہیں پارہا ہوں کہ کمپوزنگ میں ’’بظاہر‘‘ کا لفظ چھوٹا ہوا مان لیا جائے، تو میری عبارتوں میں اس کے سوا تضاد کیا ہے؟ کہ:

’’بلوحِ تربت من یافتند ازغیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے‘‘

دوسری بات یہ کہ جب کرم فرما کے نزدیک بھی صحیح یہ ہے کہ:

’’جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے، وہ جہنم سے نکلنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کی بدعت وگمرہی حد کفر تک نہیں پہونچی ہے اور ایسے لوگ امت اجابت ہی میں رہتے ہیں امت اجابت سے نکل کر امت دعوت میں داخل نہیں ہوتے‘‘

تو مرحوم اسید الحق نے بھی تو یہی لکھا ہے، اور میں نے اسی کی تائید کی ہے۔

پھر اختلاف، یعنی چہ؟

اس طرح تو خود کرم فرما ہی کی تحریریں تضاد کی شکار ہو رہی ہیں؛ کیوں کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اہل سنت کے علاوہ سبھی فرقے ہمیشہ ہمیش کے جہنمی ہیں۔

خیر!

''دھیرے دھیرے شیخ جی آنے لگے ہیں راہ پر
تا درِ میخانہ آ جاتے ہیں سمجھاتے ہوئے''

حضرت کرم فرما، فتاویٰ رضویہ کی منقولہ بالا اس عبارت:

''اقول: او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے! اس تفرقہ کی سچّی نظیر دیکھ: مسلمان کو، اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ نہیں۔ تو بے شک اس کی بڑی تعریف ہوئی۔ اور بعینہ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہئے تو کچھ تعریف نہیں۔ حالاں کہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق۔ تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی، وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا۔ اور اس کافر کو رافضی، وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہٰذا مدح نہ ٹھہرا؟ کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا۔ بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی، سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح

سے ہوااور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج ۔تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لیے اثبات نہ نکلا۔ ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا'' کے تعلق سے فرماتے ہیں:'

''اس عبارت کے پیش نظر یہ کہنا کہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی یہی موقف ہے ۔یہ مفتی صاحب (محمد مطیع الرحمٰن) کی غلط فہمی ہے یا بہتان تراشی۔ بلکہ اس عبارت سے سیدنا اعلیٰ حضرت کا یہ موقف ثابت ہوتا ہے کہ یہ بہتر مسلمان نہیں ۔جبھی تو ارشاد فرمایا کہ: ''مسلمان کو، اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: رافضی، وہابی الخ اور اس کے بعد یہ فرمانا کہ ''بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کرے گی''۔

اس عبارت سے بہتر فرقوں کا کافر ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ یہ صرف کرم فرما مولانا رضوان صاحب ہی سمجھ سکتے ہیں کوئی اور نہیں۔ بتایا جائے کہ بہتّر کے بہتّر کافر ہوں،تو کافر کی نفی سے مسلمان ہونے کا اثبات ہوگا یا سنّی ہونے کا؟ کیا جو سنی نہیں، وہ سب کے سب کافر ہیں خواہ ان کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہونچی ہو؟

پھر یہ کہ امام احمد رضا تو صاف وصریح لفظوں میں فرماتے ہیں کہ:

''جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی، سُنّی ہونے کا اثبات کرے گی''۔

مگر کرم فرما کو ضد ہے، کہ نہیں!

''اس عبارت سے سیدنا اعلی حضرت کا یہ موقف ثابت ہوتا ہے کہ یہ بہتر مسلمان نہیں''۔

زمانے تین ہیں ماضی، حال اور مستقبل۔ امام احمد رضا کی یہ عبارت:۔۔۔ ''جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں''۔۔۔۔ زمانہ حال کو بتاتی ہے جو موصوف کے نظریہ کی تردید کرتا ہے، تو موصوف فرماتے ہیں:

''حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فرمانے کا مطلب یہی ہے کہ۔۔۔ ''بہتر کلمہ گو فرقے اہل قبلہ ہی تھے مگر کفر قطعی کے مرتکب ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو گئے اور اب اہل قبلہ نہ رہے''۔۔۔۔ چوں کہ یہ فرقے اہل قبلہ ہی میں سے نکلے ہیں اس اعتبار سے فرمایا کہ۔۔۔۔ ''یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں''۔

امام احمد رضا کے اس جملہ کا یہ مطلب کوئی اہل زبان وادب سمجھے تو سمجھے، مجھ جیسا غیر اہل زبان تو ہر گز نہیں سمجھ سکتا۔

میرے مقالے کے اندر **سبحٰن السبوح** مندرج فتاویٰ رضویہ کی منقولہ عبارت میں امام احمد رضا کا ارشاد ہے:

''مسلمان، کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پورے گنا کر کہئے: ''رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی'' الخ۔

اس لیے مولانا نے **فتاویٰ رضویہ** کے ایک فتوے سے یہ عبارت:

''یہ روافض نہ اہل قبلہ ہیں اور نہ مسلمان بلکہ بالیقین کفار مرتدین ہیں''۔

نیز رسالہ **ردالرفضہ** سے یہ عبارت:

''رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے''۔

نقل کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ امام احمد رضا نے چوں کہ پہلی عبارت میں رافضی کو مرتد قرار دیا ہے اور دوسری عبارت میں وہابی کو بھی مرتد کے حکم میں بتایا ہے ،اور مرتد کا حکم ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے اس لیے رافضی ،وہابی ،خارجی ،معتزلی ،جبری قدری ،ناصبی وغیرہ سبھی فرقے ان کے نزدیک مرتد اور ہمیشہ کے جہنمی ہیں۔

مگر ان کو کون سمجھائے کہ پہلے قضیے میں موضوع ''روافض'' نہیں ،''یہ روافض'' ہے، جو ''روافض'' سے اخص ہے؛ کیوں کہ رافضی کی ایک قسم وہ ہے جس کو تفضیلی کہتے ہیں۔۔۔دوسری قسم وہ ہے جو شیخین کی خلافت کا منکر ہے۔تیسری قسم وہ ہے جو قرآن کریم کو محرَّف مانتا ہے، حضرت مولائے کائنات کو انبیائے کرام سے افضل سمجھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

پہلی قسم کے روافض صرف گمراہ ہیں۔۔۔دوسری قسم کے روافض کو بھی بعض

حضرات گمراہ ہی مانتے ہیں اور بعض فقہا ان کی تکفیر کرتے ہیں۔

مجمع الانہر ج ا ص ۱۰۸ میں ہے:

”الرافضی ان فضل علیافهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر“۔

(ترجمہ) حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا رافضی گمراہ ہے اور ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کرنے والا کافر“۔

برجندی شرح نقایہ ج ۴ ص ۲۱ میں ہے:

”من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر“ الخ۔

(ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر کافر ہے۔ بعض حضرات کے قول پر صرف گمراہ ہے، کافر نہیں“۔

ردالمحتار ج ۴ ص ۱۳۵ میں ہے:

”ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبرائیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او سب الصحابة فانه مبتدع لا کافر“ .الخ ۔

(ترجمہ) رافضی اگر حضرت علی کی الوہیت ۔یا۔ وحی لانے میں حضرت جبرئیل کی غلطی کا اعتقاد رکھتا ہے ۔یا۔ حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔یا۔ حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگاتا ہے،تو کافر ہے؛ کیوں کہ وہ قطعی طور پر ثابت شدہ ضروریات دین کی مخالفت کرتا ہے۔اس کے برخلاف حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیتا ہے۔ یا۔ صحابہ پر تبرّا کرتا ہے،تو گمراہ ہے،کافر نہیں''۔

ہم شروع میں فتاوی رضویہ مترجم ج۵ص۱۰۱سے یہ نقل کرآئے ہیں کہ:

''ولہذا خلافتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کامنکر، (بلفظ دیگر روافض ۱۲رضوی غفرلہ) مذہبِ تحقیق میں کافر نہیں۔حالانکہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت''۔

ارشادالساری ج۱ص۲۱۴میں ہے:

"النبی افضل من الولی وھوامرمقطوع بہ والقائل بخلافہ (ای الرافضی) کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ"۔

(ترجمہ) نبی کا ولی سے افضل ہونا امر قطعی ہے،اس کے خلاف بکنے والا (رافضی) کافر ہے؛ کیوں کہ یہ ضروریات دین سے ہے''۔

شامی کتاب السیر مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ،ج۶ص۳۸۸میں ہے:

"اماالرافضی ساب الشیخین بدون قذف للسیدۃ عائشۃ

ولاانکار لصحبة الصدیق ونحو ذالک فلیس بکفر"۔

(ترجمہ) جو رافضی شیخین پر تو تبرّا کرتا ہو مگر حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت نہیں لگاتا، حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار نہیں کرتا، وہ کافر نہیں ہے"۔

اسی طرح دوسرے قضیے میں بھی موضوع مفرد نہیں، مرکب توصیفی ہے۔یعنی کلمہ گوئی کے ساتھ عقیدۂ کفر رکھنے سے متصف۔تو یہ بھی وہابی سے اخص ہوئے ــــــ اور اخص کے لیے کوئی حکم ثابت ہو، تو ضروری نہیں کہ وہ حکم، اعم کے ہر فرد کے لیے بھی ثابت ہو۔جیسے کہا جائے کہ "یہ تحریر" خوبصورت ہے۔تو ضروری نہیں کہ ساری تحریریں خوبصورت ہوں۔

اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ امام احمد رضا اسی فتوے میں یہ لکھ کر کہ:

"رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے"۔

چند سطر کے بعد خود ہی اپنے موقف کا اظہار ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

"یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگر چہ تبرّا وانکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالی عنہ کے سوا دوسرے ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔**والاحوط فیه قول المتکلمین انهم ضلال من**

كلاب النار لا كفاروبه ناخذ''۔

(ترجمہ)اس بارے میں متکلمین کا قول احوط یہ ہے کہ تبرائی رافضی گمراہ،جہنم کے کُتّے ہیں کافر نہیں،یہی ہمارا مسلک ہے''۔

کرم فرمانے نہ جانے کیوں اسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے؟

پھر امام احمد رضا کے الفاظ ''**مرتد ہے**'' اور''**مرتد کے حکم میں ہے**'' کے اندر جوجوہری فرق پوشیدہ ہے،وہ اُن کے اسلوب نگارش اور طرز تحریر سے آشنا حضرات ہی صحیح طور سے سمجھ سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں فتح القدیر،کتاب النکاح،مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ ج۳ ص۲۲۱ میں ہے:

''واما المعتزلةفمقتضى الو جه حل مناكحتهم لان الحق عدم تكفيراهل القبلةوان وقع الزاما فى المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومةبالضرورةمن الدين مثل القائل بقدم العالم ونفى العلم بالجزئيات على ماصرح المحققون''۔

. (ترجمہ)محققین کی صراحت کے مطابق حق یہی ہے کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں اگرچہ بحث میں ان پر کفر کا الزام دیا جاتا ہے ۔لہٰذا معتزلہ سے نکاح جائز ہوگا۔ ہاں! جولوگ دین کی قطعی ضروری باتوں کی

مخالفت کریں جیسے کائنات کو قدیم کہتے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے جزئیات کا علم نہ مانتے ہوں، وہ کافر ہیں''۔

ردالمحتار، باب الامامۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، ج۲ص۲۵۷ میں ہے:

''قال المحقق ابن الهمام فی اواخر التحریر: وجهل المبتدع کالمعتزلة مانعی ثبوت الصفات زائدة وعذاب القبر والشفاعة وخروج مرتکب الکبیرة لایصلح عذرا لوضوح الادلةمن الکتاب والسنة الصحیحة لکن لایکفر اذتمسکهم بالقرآن والحدیث والعقل للنهی عن تکفیر اهل القبلةوالاجماع علی قبول شهادتهم ولاشهادةلکافر علی مسلم''۔

(ترجمہ) حضرت محقق ابن ہمام نے اپنی کتاب ''**تحریر**'' کے اواخر میں فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے لیے صفات زائدہ اورعذاب قبر کا انکار کرنے والے، ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اورگناہ کبیرہ کے مرتکبین کو مسلمان نہ ماننے والے گمراہ معتزلیوں کا عذر اگرچہ قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ یہ چیزیں قرآن اور صحیح احادیث کی واضح دلیلوں سے ثابت ہیں۔ مگرچوں کہ ان کا مستدل بھی قرآن

وحدیث اور عقل ہی ہے اس لیے ان کی تکفیر نہیں ہوگی؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ نیز اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ ان کی گواہی مقبول ہے۔ جب کہ مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی قبول نہیں ہوتی''۔

فتاوی رضویہ مترجم ج۶ص ۴۳۹ میں ہے:

''ان دیار میں وہابی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کے پیرو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کے معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ ،خارجی ،معتزلہ وغیرہم اہل سنت و جماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں جس شخص کی بدعت حد کفر تک نہ ہو.......اس کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے.....شرح عقائد نسفی میں ہے: **ومانقل عن بعض السلف من المنع من الصلاۃ خلف المبتدع فمحمول علی الکراھۃ اذلا کلام فی کراھۃ الصلاۃ خلف الفاسق و المبتدع ھٰذا اذالم یودی الفسق و البدعۃ الی حد الکفر**''الخ۔

(ترجمہ) بعض سلف سے جو منقول ہے کہ گمراہ کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے۔ تو منع سے مراد کراہت ہے؛ کیوں کہ فاسق اور گمراہ کے پیچھے نماز کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ فسق وگمرہی کفر کی حد تک نہ ہو''۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی آدمی کا کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں جا کر بالآخر بخشا جانا ۔یا۔ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہنا تو اس بات پر متفرع ہے کہ وہ آدمی اصل کے مطابق مسلمان ہے، جس کے لیے **الاسلام یعلو** ہی کافی ہے ۔یا۔ کافر، جس کے لیے دلیل قطعی کلامی ضروری ہے۔مگر تعجب ہے کہ محترم کرم فرما خبر واحد **کلھم فی النار** پر کفر کلامی کو متفرع کر رہے ہیں۔

و کم من عائب قولا صحیحا

و آفته من الفھم السقیم

بہر حال! بات کو مزید طول نہ دے کر دوسرے قارئین کے ساتھ ہمارے کرم فرما حضرت مولانا رضوان احمد صاحب زید کرمہ سے بھی گذارش ہے کہ وہ ذیل کے چند سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور خلوص نیت کے ساتھ ان کے جوابات سوچیں، تو ہم سمجھتے ہیں کہ خود ان کا دل بھی مطمئن ہو کر ہم سے اتفاق کر لے گا۔سوالات یہ ہیں:

(۱)اس امت کا، بہتر فرقوں میں منقسم ہونا ضروریات دین میں داخل ہے ۔یا۔ضروریات اہل سنت میں۔ یا۔ محکمات ثابتہ میں ۔یا۔ ظنیات محتملہ میں؟اوران کے احکام کیا ہیں؟

(۲)قطع ویقین فقہی وکلامی دونوں ایک ہیں۔یا۔ان میں فرق ہے؟فرق ہے تو کیا فرق ہے؟۔نیز ان کے احکام میں بھی فرق ہے۔یا۔ نہیں؟اورفرق ہے تو کیا

فرق ہے؟

(۳) بہتر فرقوں کا ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا، فقہا و متکلمین کا اجماعی مسئلہ ہے۔یا۔ مختلف فیہ ہے؟ مختلف فیہ ہے، تو جن حضرات کا یہ موقف ہے کہ ’’یہ بہتر فرقے اہل قبلہ گمراہوں کے ہیں ، کفار کے نہیں، اس لیے یہ ہمیشہ ہمیش کے جہنمی نہیں ہیں‘‘، وہ حضرات ، جیسے : صاحب حدیقۂ ندیہ عارف باللہ حضرت نابلسی، صاحب سفر السعادۃ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت علامہ سید احمد طحطاوی، حضرت بحرالعلوم فرنگی محلی وغیرہ۔علیہم الرحمۃ والرضوان کافر ومرتد ہیں۔ یا۔گمراہ وبے دین۔یا۔فاسق وگنہ گار۔یا۔صرف خاطی۔یا۔کچھ بھی نہیں؟

(۴) حدیث میں مذکور بہتّروں فرقے ہمیشہ ہمیش کے جہنمی ہیں، تو جو فرقہ صرف گمراہ ہے، مرتد نہیں، وہ تہتروان فرقہ فرقۂ ناجیہ میں داخل ہے ۔یا۔ چوہتروان فرقہ ہے، جو اس حدیث میں بیان ہونے سے رہ گیا ہے؟

(۵) فرقۂ خوارج جس کے تعلق سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد ہم نقل کر آئے کہ:

’’ان الخوارج خذلهم الله تعالى قد اكفروا امير المومنين ومولى المسلمين عليا رضى الله تعالى عنه ثم هم عندنا لايكفرون كما نص عليه فى الدر المختار والبحر الرائق وردالمحتار وغيرها من معتبرات الاسفار‘‘۔

(ترجمہ) خوارج (اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیر المومنین مولائے مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا، مگر پھر بھی وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں جیسا کہ اس پر درمختار، بحر الرائق، ردالمحتار اور دوسری معتبر کتابوں میں تصریح ہے''۔

وہ فرقہ بھی، تہتّر واں فرقہ، فرقۂ ناجیہ میں داخل ہے۔ یا۔ چوہتّر واں فرقہ ہے، جو اس حدیث میں بیان ہونے سے رہ گیا ہے؟

(۶) ایسے ہی رافضیوں کا فرقہ تفضیلیہ، فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں سے کوئی فرقہ۔ یا پھر چوہتروا ں فرقہ؟

(۷) یوں ہی رافضیوں کا تبرائیہ فرقہ جو خلافت شیخین کا منکر ہے، وہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں سے کوئی فرقہ۔ یا۔ پھر چوہتروا ں فرقہ؟

(۸) اسی طرح معتزلہ کا فرقہ جن کو خدا کی صفات زائدہ، عذاب قبر اور شفاعت کا انکار کرنے کے باوجود محقق ابن ہمام اور علامہ شامی نے کافر نہیں قرار دیا ہے ۔ بلکہ ان کو اہل شہادت مانا ہے اور ان سے نکاح درست قرار دیا ہے جیسا کہ ہم فتح القدیر اور ردالمحتار کے حوالہ سے نقل کر آئے۔ وہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں داخل ہے۔ یا پھر چوہتروا ں فرقہ؟

کیا محقق ابن ہمام اور علامہ شامی نے مرتدوں کو بھی اہل شہادت مانا ہے اور ان سے نکاح جائز قرار دیا ہے؟

(۹)اسی طرح امام احمد رضا نے جن وہابیوں کو بدمذہب غیر کافر کہا ہے، (دیکھئے فتاوی رضویہ مترجم ج۶ ص ۴۹۸) وہ فرقۂ ناجیہ کے افراد ہیں۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں میں داخل ہیں۔ یا پھر چوہتروں فرقہ؟

(۱۰) غیر مقلدین کا فرقہ، جس کے تعلق سے امام احمد رضا کی طویل عبارت **النھی الاکید** کے حوالہ سے ہم نے نقل کی ہے کہ:

''یہ لوگ آثم ہیں، خاطی ہیں، ظالم ہیں ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر ہیہات! کافر نہیں، مشرک نہیں، اتنے بدراہ نہیں۔ اپنی جانوں کے دشمن ہیں، عدواللہ نہیں۔''

فرقۂ ناجیہ ہے۔ یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں داخل ہے۔ یا پھر چوہتروں فرقہ؟

(۱۱) شاہ اسماعیل دہلوی، جس کے بارے میں امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ:

(الف) ''بالجملہ ماہ نیم ماہ ومہر نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اوراس کے امام نافرجام پر جزما قطعا یقیناً اجماعا بوجوہ کفر لازم، اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوی اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اوراز سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب''۔(الکوکبۃ الشہابیۃ

مشمولہ فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۵ص ۲۳۵)

(ب)'' ائمۂ محققین وعلمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے اور جواب یہی ہے،اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے،یہی مذہب ہے اور اسی پر اعتماد وسلامتی ہے اور یہی درست ہے''۔(سبحٰن السبوح مشمولہ فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۵ص ۴۴۵)

وہ (شاہ اسماعیل دہلوی)فرقۂ ناجیہ کے فرد ہیں ۔یا۔ ان ہی بہتّر فرقوں میں سے کسی فرقہ کے۔یا۔ پھر چوہترویں فرقہ کے؟

(۱۲)فتاوی رضویہ مترجم ج ۷ص ۱۱۴میں ہے:

''جس نے جماعت اولیٰ کی (امامت کی)وہ فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا مثلاوہابی یاتفضیلی۔یا۔ معاذ اللہ!امکان کذب الٰہی تعالیٰ شانہ ماننے والا۔یا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کو برا جاننے والا کہ **عندالتحقیق** ایسوں کی اقتدا بکراہت شدیدہ سخت مکروہ ہے''۔

تو کیا امام احمد رضا نے مرتدوں کے بھی پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے؟

فقیر محمد مطیع الرحمٰن رضوی غفرلہ

جامعہ نوریہ،شام پور،پوسٹ ایٹال،وایا دیبی نگر،ضلع اُتّر دیناج پور، بنگال

09932541005

mmrazvi@gmail.com

مصادر و مراجع

شمارہ نمبر	اسمائے کتب
۱	فتاوی رضویہ
۲	صارم ربانی
۳	جامع ترمذی
۴	حواشی جامع ترمذی
۵	حدیقہ ندیہ
۶	سنن کبری للبیہقی
۷	شرح سفر السعادۃ
۸	مجموعۂ فتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی
۹	صواعق الہیہ
۱۰	شرح عضدیہ
۱۱	مسلم الثبوت
۱۲	فواتح الرحموت
۱۳	نہی اکید
۱۴	مکتوبات امام ربانی
۱۵	شرح عقائد جلالی

۱۶ فتاوی عزیزیہ

۱۷ حواشی طحطاوی علی الدرالمختار

۱۸ افتراق امت

۱۹ سبحٰن السبوح

۲۰ ردالرفضہ

۲۱ مجمع الانہر

۲۲ برجندی شرح نقایہ

۲۳ ردالمحتار

۲۴ ارشادالساری

۲۵ کوکبۂ شہابیہ